ڈاکٹر امجد رضا امجد

تقلید امت کا اجماعی موقف

دررہ عشق وسوسۂ اہرمن بس است
ہشدار گوش دل بہ پیام سروش را

تقلید کو ہر زمانے میں امت کے اجماعی موقف کا درجہ حاصل رہا ہے۔اس پر علوم دینیہ کی پوری تاریخ شاہد ہے یہی وجہ ہے کہ اس اجماعی موقف پر جب بھی کسی طبقے نے "توحید خالص" کے جوش احیا میں قدغن لگانا چاہا ہے اور اس سے انکار کی راہ اپنائی ہے تو اسے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چناں چہ تیسری صدی ہجری میں جب فرقہ ظاہریہ کے امام ابوداؤد ظاہری نے تقلید سے انکار کا نظریہ اپنایا تو انھیں اہل سنت سے خارج قرار دیا گیا۔ چناں چہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں: "داؤد ظاہری ومتابعانش را از اہل سنت شمردن در چہ مرتبہ ازجہل وسفاہت است۔" (**النهی الاکید عن الصلاة و راعدی التقلید** : امام احمد رضا) چوتھی صدی میں علامہ ابن حزم نے تقلید سے انکار کیا تو ان کی کتابیں جلادی گئیں یاد ریا برد کردی گئیں۔ کچھ اسی طرح آٹھویں صدی ہجری میں جب ابن تیمیہ اور ابن قیم نے تقلید پر کلام کیا تو ان کی بھی مخالفت ہوئی اور انھیں "سیئی العقل" اور **الا ان فی عقله شیئا** کہہ کر امت کو ان سے ہوشیار کر دیا گیا۔

تقلید شخصی کی روایت یوں تو باضابطہ دوسری صدی میں قائم ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا رشتہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، صحابہ سے جڑا ہوا ہے چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

لان الناس لم یزالو امن زمن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب

الاربعه يقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير يعتبر انكاره ولو كان ذالك باطلالانكروه.

یعنی عہد صحابہ سے ظہور مذاہب اربعہ تک علماء کرام میں سے جس پر بھی اتفاق ہوتا لوگ ان کی تقلید کرتے رہے۔ اور یہ عمل بغیر کسی اعتراض کے برابر جاری رہا اگر تقلید باطل ہوتی تو وہ لوگ ضرور اس کی مخالفت کرتے۔ (عقد الجید، ص۳۳)

اس لیے حضرت شاہ ولی اللہ نے تقلید کو الہام الٰہی سے تعبیر کیا ہے چناں چہ آپ غایۃ الانصاف، ص۶۷ میں فرماتے ہیں:

و بالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالىٰ العلماء و جمعهم عليه من حيث يشعرون ولايشعرون.

خلاصہ کلام یہ کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید ایک راز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علمائے کرام کے دل میں ڈال دیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ کی اس عبارت کو اگر بڑے کینوس پر پھیلا کر دیکھا جائے تو اس میں تقلید کی پوری عملی تاریخ سمٹی ہوئی نظر آئے گی جس کی تفصیل کتب اسماء الرجال اور دیگر معتمد کتب مثلاً الجواہر المضیہ، تہذیب التہذیب، تہذیب الاسماء و اللغات للنووی، تذکرۃ الحفاظ، تاریخ بغداد، جامع البیان و العلم وفضلہ، مفتاح السعادہ، تاریخ الخلفاء للسیوطی، تاریخ ابن خلدون وغیرہ میں موجود ہے۔ حضرت شاہ صاحب کو ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود عام غیر مقلدین ان کے نظریہ کی مخالفت کرتے ہوئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ خیر القرون سے چوتھی صدی تک تقلید کا وجود نہیں تھا اور یہ کہ تقلید چوتھی صدی کی بدعت ہے مگر ان مذکورہ کتابوں میں یہ صراحت موجود ہے کہ چوتھی صدی سے قبل بھی امام معین اور مذہب متعین کی تقلید رائج تھی۔ اور اس وقت کے ان مقلدین میں جلیل القدر علماء مفسرین، محدثین اور قاضی القضاۃ حضرات تک شامل تھے۔ تفصیل کے لیے ان کتابوں سے رجوع کریں۔

ما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرہا، جو چیز ضرورتاً مباح کی گئی ہو اس کی مقدار کا تعین بھی اسی کے مطابق ہوگا

تقلیدِ ائمہ اور اجماعِ اُمت

خیر القرون سے ظہور مذاہب اربعہ تک امت میں کئی ایک مجتہد مطلق ہوئے اور ایک خاص مدت تک سبھوں کی تقلید ہوتی رہی جن میں حضرت امام اوزاعی المتوفی ۱۵۷ھ۔ حضرت امام ابن خزیمہ المتوفی ۳۱۱ھ، امام ابن جریر طبری اور حضرت امام ابوثور المتوفی ۲۴۰ھ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ چناں چہ علامہ برہان الدین ابراہیم بن علی المالکی اپنی کتاب الدیباج المذہب میں اس تعلق سے تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

شام اور جزیرہ اندلس میں حضرت امام اوزاعی کا مذہب غالب تھا اور دو صدیوں کے بعد ان کا مذہب ختم ہوگیا اور وہاں امام مالک کا مذہب غالب آگیا۔ اور امام حسن بصری اور امام سفیان ثوری کے پیروکار زیادہ نہ تھے اور نہ ان کی تقلید کا زمانہ لمبا تھا بلکہ جلد ہی ان کا مذہب ختم ہوگیا۔ باقی رہے امام طبری اور امام ابوثور کے مقلد، تو یہ بھی زیادہ نہ تھے اور نہ ان کی تقلید کا زمانہ لمبا تھا اور امام ابوثور کے مقلد تیسری صدی کے بعد اور امام طبری کے پیروکار چوتھی صدی کے بعد ختم ہوگئے۔

اور پھر اس کے بعد بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

بجز مذاہب اربعہ کے اور سارے مذاہب ختم ہوگئے تب انھیں مذاہب اربعہ کا اتباع سواد اعظم کا اتباع قرار پایا اور ان چاروں مذہب سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنے کے مرادف ٹھہرا۔ (عقد الجید، ص۳۸)

مذاہب اربعہ کی تقلید پر اجماع ہو جانے کی شہادت دیتے ہوئے حضرت شاہ پھر لکھتے ہیں:

ھذہ المذاھب الاربعہ المدونة المحررة قد اجتمعت الامة اومن یعتد بھا منھا علیٰ جواز تقلید ھا الی یومنا ھذا.

یعنی تمام امت نے یا امت کے قابل اعتماد افراد نے مذاہب اربعہ مشہورہ کی تقلید کے جواز پر اجماع کرلیا ہے جو آج تک جاری ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ۔ ج ۱، ص۲۴)

☆ لاثواب الا بالنیۃ ☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆ (فقہی ضابطہ)

علامہ ابن خلدون نے ائمہ اربعہ میں تقلید کے انحصار اور اس پر اجماع امت کی حکمت بڑی وضاحت سے بیان کی ہے۔ چناں چہ وہ مقدمہ تاریخ میں لکھتے ہیں:

دیار و امصار میں انہی ائمہ اربعہ کی تقلید منحصر ہوگئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہوگئے۔ اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے بند کر دیئے اور چوں کہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہوگئیں اور لوگ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے رہ گئے اور اس امر کا اندیشہ پیدا ہوگیا کہ اجتہاد کے میدان میں غیر اہل لوگ نہ کود پڑیں اس لیے علمائے زمانہ میں جو محتاط تھے انھوں نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کر دیا اور اس کے دشوار ہونے کی تصریح فرمادی اور انہی ائمہ مجتہدین کی تقلید کی رہنمائی کرنے لگے لوگ جن کے مقلد ہو رہے تھے، اس لیے کہ کبھی ایک امام اور کبھی دوسرے امام کی تقلید کرنے میں دین کھلونا بن جاتا۔ اب صرف نقل مذہب رہ گیا اور بعد تصحیح اصول و اتصال سند بالروایہ ہر مقلد اپنے اپنے امام مجتہد کی تقلید کرنے لگا اور فقہ سے آج بجز اس امر کے کچھ اور مطلب نہیں۔ اور فی زماننا مدعی اجتہاد مردود اور اس کی تقلید مہجور و متروک ہے اور اہل اسلام انہی ائمہ اربعہ کی تقلید پر گامزن ہوگئے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ بھی اس اجماع کو مصلحت سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو پوشیدہ نہیں بالخصوص اس زمانہ میں کہ ہمتیں پست ہوگئیں اور انسانوں میں خواہشات کا غلبہ، اور ہر رائے والا اپنی رائے پر مغرور ہے۔ آپ کے الفاظ ہیں:

وفی ذلک کلها من المصالح مالایخفی لاسیما فی هذه الایام التی قصرت فیها الهمم جدا واشربت النفوس الهوی واعجب کل ذی رای برایه. (حجۃ اللہ البالغہ)

اجتہاد اور اس کے شرائط

علامہ ابن خلدون اور شاہ صاحب قبلہ نے ائمہ اربعہ میں تقلید کے انحصار کی جو علت و مصلحت بیان کی ہے وہ عجز عن الاجتہاد ہے۔ یہاں فطری طور پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر اجتہاد کے لیے کس علمی معیار کی ضرورت ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس عہد کے بڑے بڑے فقہا ومحدثین وعلماء ومفسرین اور اولیاء کاملین میں بھی خود کو اجتہاد سے کنارہ کش رکھا اور تقلید

ائمہ اربعہ میں ہی عافیت سمجھی۔ اس سلسلے میں اصول فقہ کی درسی اور متداول کتابوں مثلاً نور الانوار، مسلم الثبوت، فواتح الرحموت، التوضیح والتلویح، کتاب الملل والنحل اور منہاج الاصول وغیرہ میں پوری تفصیل موجود ہے۔ یہاں امام عبدالکریم شہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ کی کتاب الملل والنحل ج ار سے حوالہ ملاحظہ کریں جس میں جامعیت کے ساتھ اجتہاد کی شرطیں بیان کر دی گئی ہیں:

اجتہاد کی شرطیں یہ ہیں: (۱) بقدر ضرورت لغت عربیہ کی معرفت ہو اور الفاظ وضعیہ اور استعاریہ اور نص وظاہر، عام وخاص، مطلق ومقید، مجمل ومفصل، فحوائے خطاب اور مفہوم کلام میں تمیز کرنے کی اہمیت ہو (۲) قرآن کریم کی تفسیر خصوصاً جو احکام سے متعلق ہے کی معرفت ہو (۳) پھر احادیث کی ان کی اسانید اور متون کے ساتھ معرفت اور ناقلین اور رواۃ کے احوال کی معرفت کا احاطہ ہو (۴) پھر حضرات صحابہ کرام تابعین تبع تابعین وغیرہم سلف صالحین کے اجماع کے مواقع کی معرفت تاکہ مجتہد کا اجتہاد اجماع کے خلاف نہ واقع ہو (۵) پھر قیاسات کے مواقع اور استقلال کی کیفیت اور ان میں غور وفکر کرنے کے مواقع کی شناسائی اور ہدایت ہو۔

شرائط اجتہاد میں امام احمد رضا کا مؤقف

امام احمد رضا بریلوی نے بھی اپنے رسالہ **الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی** میں غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے انتہائی منضبط اور توضیحی انداز میں اجتہاد کے شرائط بیان فرمائے ہیں۔ اس سے جہاں مرتبہ اجتہاد کی عظمت واہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، وہیں خود امام احمد رضا کی فقہی بصیرت اور علم حدیث وفن اسماء الرجال میں مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ چناں چہ آپ ان شرائط کو چار خانوں میں تقسیم کرکے اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

منزل اوّل

نقد رجال کہ ان کے مراتب ثقہ وصدق وحفظ وضبط اور ان کے بارے میں ائمہ شان کے اقوال ووجوہ طعن ومراتب توثیق ومواضع تقدیم، جرح وتعدیل وحوامل طعن ومناشی توثیق ومواضع تحامل وتساہل وتحقیق پر مطلع ہو، استخراج مرتبہ اتقان راوی بنقد روایات وضبط مخالفات واوہام وخطیات وغیرہ ہا پر قادر ہو، ان کے اسامی والقاب وکنی وانساب ووجوہ مختلفۂ تعبیر رواۃ

☆☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہوا سے ترجیح حاصل ہوگی☆

خصوصاً اصحاب تدلیس شیوخ وتعیین مبہمات ومتفق ومتفرق ومختلف ومؤتلف سے ماہر ہو، ان کے موالید و وفیات و بلدان ورحلات ولقاء سماعات و اساتذہ وتلامذہ وطرق تحمل و وجوہ ادا و تدلیس و تسویہ وتغیر و اختلاط و آخذین من قبل و آخذین من بعد وسامعین حالین وغیرہا تمام امور ضروریہ کا حال اس پر ظاہر ہو۔ ان سب کے بعد صرف سند حدیث کی نسبت اتنا کہہ سکتا ہے کہ صحیح یا حسن یا صالح یا ساقط یا باطل یا معضل یا مقطوع یا مرسل یا متصل ہے۔

اس کے بعد دوسری منزل اس طرح بیان کی:

منزل دوم

صحاح وسنن ومسانید و جوامع و معاجیم واجزا وغیرہا کتب احادیث میں اس کے طرق مختلفہ و الفاظ متنوعہ پر نظر تام کرے کہ حدیث کے تواتر یا شہرت یا فردیت نسبیہ یا غرابت مطلقہ یا شذوذیا نکارت، واختلافات، رفع و وقف وقطع ووصل ومزید فی متصل الاسانید اضطرابات سندومتن وغیرہا پر اطلاع پائے۔ نیز اس جمع طرق و احاطۂ الفاظ سے رفع ابہام و دفع اوہام وایضاح خفی و اظہار مشکل و اہانت مجمل وتعیین محتمل ہاتھ آئے ولہذا امام ابو حاتم رازی فرماتے ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اس کی معرفت نہ پاتے۔ اس کے بعد اتنا حکم کرسکتا ہے کہ حدیث شاذ یا منکر معروف یا محفوظ مرفوع یا موقوف فرد یا مشہور کس مرتبہ کی ہے۔ منزل سوم کے تعلق سے فرمایا:

منزل سوم

اب علل خفیہ وغوامض دقیقہ پر نظر کرے جس پر صدہا سال سے کوئی قادر نہیں۔ اگر بعد احاطۂ وجوہ اعلال تمام علل سے منزہ پائے تو یہ تین منزلیں طے کرکے صرف صحت حدیث بمعنی مصطلح اثر پر حکم لگا سکتا ہے۔ تمام حفاظ حدیث واجلہ نقاد وناواصلان ذروۂ شامخۂ اجتہاد کی رسائی صرف اس منزل تک ہے... برادران بالانصاف انہیں منازل کی دشواری دیکھیں جس میں ابوعبداللہ حاکم جیسے محدث جلیل القدر پر کتنے عظیم شدید مواخذے ہوئے۔ امام ابن حبان جیسے ناقد بصیر تساہل کی طرف نسبت کیے گئے۔ ان دونوں سے بڑھ کر امام اجل ابوعیسیٰ ترمذی تصحیح وتحسین میں متساہل

ٹھہرے۔ امام مسلم جیسے جبل رفیع نے بخاری وابوزرعہ کے لوہے مانے۔

چوتھی منزل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

باقی رہی منزل چہارم اور تو نے کیا جانا کیا ہے منزل چہارم، سخت ترین منازل دشوار ترین مراحل جس کے سائز نہیں مگر اقل قلائل اس کی قدر کون جانے

گدائے خاک نشینے تو حافظا مخروش

کہ نظم مملکت خویش خسرواں دانند

اس کے لیے واجب ہے کہ جمیع لغات عرب وفنون ادب و وجوہ تخاطب وطرق تفاہم و اقسام نظم وصنوف معنی و ادراک علل وتنقیح مناط و استخراج جامع وعرفان مانع وموارد تعدیہ ومواقع قصر و دلائل حکم آیات و احادیث و اقاویل صحابہ وائمہ فقہ قدیم و حدیث ومواقع تعارض و اسباب ترجیح ومناہج توفیق و مدارج دلیل و معارک تاویل ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود و شوارح مقصود وغیر ذلک پر اطلاع تام ووقوف عام ونظر غائر وذہن رفیع وبصیرت ناقدہ وبصرہ منیع رکھتا ہو۔

امام احمد رضا مذکورہ منازل پر گفتگو کے بعد امام شیخ الاسلام زکریا انصاری کا یہ قول نقل کرتے ہیں جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ کہاں یہ شرائط اور کہاں یہ لوگ؟ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتهد او تخطیئه الابعد احاطتکم بادلة الشریعة بمعرفتکم بمعانیها و طرقها.

یعنی خبردار مجتہد کے کسی قول پر انکار یا اسے خطا کی طرف نسبت نہ کرنا جب تک شریعت مطہرہ کی تمام دلیلوں پر احاطہ نہ کرلو جب تک تمام لغات عرب جن پر شریعت مشتمل ہے پہچان نہ لو جب تک ان کے معانی اور ان کے راستے جان نہ لو، واین لکم بذالک بھلا کہاں تم اور کہاں یہ احاطہ۔

(الفضل الموہبی ص ۱۴ ر بحوالہ میزان الشریعۃ الکبریٰ)

ان شرائط کو لکھنے کے بعد امام احمد رضا نے لکھا ہے کہ جو شخص ان چاروں منازل کو طے کر جائے وہ بھی مجتہد مطلق نہیں مجتہد فی المذہب ہے۔ جیسے مذہب حنفی میں امام ابو یوسف،

امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہ حضرات بھی بایں جلالت شان اصول میں امام اعظم کے متبع اور مقلد ہیں اور اگر چہ بعض مسائل میں انھوں نے امام اعظم سے اختلاف کیا ہے مگر بقولِ امام ابو یوسف:

> ماخالفته فی شیٔ قط فتدبرته الارأیت مذهب الذی ذهب الیه انجی فی الآخرة و کنت ربما ملت الی الحدیث فکان هو ابصر بالحدیث الصحیح منا۔
>
> یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلے میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلاف کر کے غور کیا ہو مگر یہ کہ انھیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہ نجات پایا اور بارہا ہوتا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیث صحیح کی نگاہ رکھتے تھے۔ (الفضل الموہبی، ص۱۵)

علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں بعض اکابر فقہا کی نسبت تصریح کی کہ یہ حضرات مخالف مذہب درکنار روایات مذہب میں ایک کوراجح بتانے کے اہل نہیں۔ چناں چہ کتاب الشہادت باب القبول میں ہے: ابن الشحنه لم یکن من اهل الاختیار۔ کتاب الزکوۃ باب صدقۃ الفطر میں ہے البهنسی لیس من اصحاب التصحیح کتاب النکاح باب الحضانہ میں ہے صاحب النهر لیس من اهل الترجیح بلکہ اکابرارکین مذہب مثلاً امام کبیر علامہ خصاف، امام اجل علامہ ابوجعفر طحاوی، امام ابوالحسن کرخی، امام شمس الائمہ حلوانی، امام شمس الائمہ سرخسی، امام فخر الاسلام علی بزدوی، امام فخر الدین قاضی خاں، امام ابوبکر رازی، امام ابوالحسن قدوری، امام برہان الدین مرغینانی وغیرہ کے متعلق علامہ ابن کمال پاشا کے حوالہ سے نقل کیا کہ انهم لایقدرون علی شیٔ من المخالفة لافی الاصول ولافی الفروع. (الفضل الموہبی ص۱۶)

اب تقلید کے مخالفین ہی غور کریں کہ جب ان علوم وفنون کی جامع شخصیتوں کا علم بھی اجتہاد کے باب میں علی فرق مراتب ناکافی ہے تو وہ افراد جو ان عظیم فقہاء کے شاگردان شاگرد کی شاگردی اور کفش برادری کی بھی اہلیت نہیں رکھتے وہ کس طرح مجتہد ہونے کا دعویٰ کرتے اور امت کے اجماعی موقف سے انحراف کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ان تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امت کے جن فقہاء و محدثین و مفسرین نے

ماجاز لعذر بطل بزواله ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

تقلید کو اختیار کیا اور امام معین کی پیروی کی وہ اجتہاد کی حقیقت اور اس راہ کی دشواریوں سے واقف تھے۔ خشیت الٰہی سے ان کا دل لبریز تھا اس لیے انھوں نے اپنے علم پر غرور کرنے کی بجائے اجتہاد سے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور تقلید کی طرف راجع ہوگئے، جیسا کہ علامہ ابن خلدون کے حوالہ سے گزرا۔ اس سلسلے میں ایک اور حوالہ امام شعرانی کی کتاب ''میزان الشریعۃ الکبریٰ'' سے ملاحظہ کریں۔ غیر مقلدین کے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنے ایک فتویٰ میں حضرت امام شعرانی کے بارے میں لکھا ہے کہ ''بے شک جو منصف مزاج ہے وہ امام شعرانی کے منصب کامل اجتہاد میں شک نہیں کرسکتا'' وہی علامہ شعرانی خود تقلید کے تعلق سے اپنا نظریہ واضح کرتے ہوئے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

> **یجب علی المقلد العمل بالارجح من القولین فی مذهبه مادام لم یصل الی معرفة هذا المیزان من طریق الذوق الکشف کما علیه عمل الناس فی کل عصر.**
>
> یعنی مقلد پر واجب ہے کہ خاص اسی بات پر عمل کرے جو اس کے مذہب میں راجح ٹھہری ہو۔ ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے۔

(النھی الاکید، ص۴۳)

وہی امام شعرانی امام الحرمین، حجۃ الاسلام غزالی وکیا ہر اسی وابن سمعانی وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے اپنے شاگردوں کو ایک امام معین کی تقلید کی تعلیم دی اور یہ بھی فرمایا کہ اگر امام معین کے مذہب سے عدول کرو گے تو خدا کے حضور تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔ چناں چہ آپ کے الفاظ ہیں:

> **به صرح امام الحرمین و ابن سمعانی و الغزالی والکیاهر اسی وغیره هم وقالو التلامیذهم یجب علیکم التقلید بمذهب امامکم ولاعذرلکم عندالله تعالیٰ فی العدول عنه۔**

(الفضل الموہبی، ص۴۱)

اگر تقلید کے تعلق سے دوسری صدی ہجری سے لے کر آج تک عالم اسلام کا جائزہ لیا

جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں میں اکثریت مقلدین کی رہی ہے اور آج بھی ہے۔ چناں چہ علامہ ابن خلدون اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت امام ابوحنیفہ کے مقلد اس وقت عراق، ہندوستان، چین، ماوراء النہر اور عجم کے تمام شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔'' اسی طرح علامہ شکیب ارسلان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت حضرت امام ابوحنیفہ کی مقلد ہے یعنی سارے ترک اور بلقان کے مسلمان روس اور افغانستان کے مسلمان چین کے مسلمان ہندوستان اور عرب کے اکثر مسلمان شام وعراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک کے حامل ہیں اور شام کے بعض اور حجاز، یمن، حبشہ، جاوا، انڈونیشیاء اور کردستان کے مسلمان حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں اور مغرب کے مسلمان مغربی اور وسط افریقہ کے مسلمان اور مصر کے کچھ لوگ حضرت امام مالک کے مقلد ہیں اور عرب کے بعض مسلمان اور شام کے بعض باشندے جیسے نابلس اور دومہ کے رہنے والے حضرت امام بن حنبل کے مقلد ہیں۔''
(حاشیہ حسن المساعی)

ان ممالک میں پھیلے ہوئے جلیل القدر مقلد علماء، فقہاء، مفسرین، محدثین، اور مورخین کی فہرست بنائی جائے جن کے تفصیلی حالات طبقات مفسرین، طبقات المحدثین، طبقات الفقہا، طبقات المورخین، طبقات حنفیہ طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ، الدیباج المذہب، الجواہر المضیہ اور الفوائد البہیہ میں مذکور ہیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ تحقیق کے لیے ان کتابوں سے رجوع کیا جائے۔

نظریہ تقلید اور ہندوستانی علما و مشائخ

عالم اسلام میں تقلید کی عہد بہ عہد تاریخ اس کی ضرورت مصلحت اور دیگر تفصیلات سے قطع نظر جہاں تک ہندوستان کے فقہا، صوفیہ، علماء اور مفسرین ومحدثین کے تقلیدی نظریات کی بات ہے تو اس سلسلے میں ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں یہ حقیقت صاف دیکھی جاسکتی ہے کہ انگریزوں کے دور استعمار سے قبل ہندوستان میں غیر مقلدیت کا وجود تک نہ تھا۔ یہ وبا انگریزوں کے ساتھ ہی ہندوستان میں داخل ہوئی۔ یہاں اس تعلق سے اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف چند اشارے ملاحظہ فرمائیں:

☆ فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے ☆

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے مختلف عبارتیں اس سے پہلے گزر چکیں کہ وہ تقلید کے حامی تھے اور محض علم نہیں کشف کے ذریعہ انھیں اطمینان کرادیا گیا تھا کہ مذہب حنفی عمدہ طریقہ اور سنت صحیحہ کے موافق ہے چناں چہ شاہ صاحب اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت و نقحت فی زمان البخاری و اصحابه۔ یعنی مجھے رسول اکرم ﷺ نے بتایا کہ مذہب حنفی عمدہ طریقہ ہے جو ہمارے سنت کے موافق ہے اور جسے امام بخاری وغیرہ کے زمانے میں وضاحت سے جمع کیا گیا۔

یہی وجہ تھی کہ آپ نے حنفی مذہب کی حمایت کی اور لوگوں کو اسی پر عامل ہونے کی تعلیم بھی دی اور غیرمقلدیت کے فتنے سے لوگوں کو آگاہ بھی کیا۔ چناں چہ آپ اپنی کتاب عقد الجید ص۳۶ پر لکھتے ہیں:

فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصحلة عظیمة وفی الاعراض عنها مفسدة کبیرہ۔ یعنی ان چاروں مذاہب کے اختیار کرنے میں ایک عظیم مصلحت اور غیرمقلدیت میں بڑا فساد ہے۔

ہندوستان کے ایک جلیل القدر عالم مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی ایک تحریر میں شاہ صاحب کے بیان کردہ اس فساد کی پوری تفصیل موجود ہے چناں چہ مولانا فرنگی محلی اپنی کتاب الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ میں لکھتے ہیں:

> **ولعمری افساد هولاء الملاحدة و افساد اخوانهم الاصاغر المشهور ین بغیر المقلدین الذین سموا انفسهم باهل الحدیث و شتان مابینهم و بین اهل الحدیث قد شاع فی جمیع بلادالهند و بعض بلادغیر الهند و خربت به البلاد و وقع النزاع و العناد فالی اللّٰه المشتکی والیه المتضرع والملتجی بدا الاسلام غریبا و سیعود غریبا فطوبی للغربا ولقد کان حدوث مثل هولاء**

المفسدين الملحدين فى الازمنة السابقة فى ازمنة السلطنة الاسلاميه غير مرة فقابلتهم اساطين الملة وسلاطين الامة بالصوارم الملكيه واجرواعليهم الجوازم المنفية فاندفعت فتنتهم بهلاكهم ولمالم تبق فى بلادهند فى اعصارنا سلطنة اسلاميه ذات شوكة وقوة عمت الفتن واوقعت عباد الله فى المحن انا لله وانا اليه راجعون۔

یعنی مجھے اپنی زندگی کے خالق کی قسم غیرمقلدین کا فساد برپا کرنا مشہور ہے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ انھیں محدثین سے کیا تعلق؟ یہ لوگ پورے ہندوستان اور بعض دیگر ممالک میں پھیل چکے ہیں اور ان کی فسادی ذہنیت کی وجہ سے ان ممالک میں فساد ونزاع واقع ہوچکا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف شکوہ اور عاجزی والتجا ہے اسلام کی ابتدا بھی غربت میں ہوئی اور یہ غربت کی طرف ہی لوٹے گا پس غربا کے لیے خوشخبری ہے۔ بے شک ایسے مفسد وملحد زمانہ گزشتہ میں بھی ظاہر ہوئے لیکن اکابر ملت اور امت کے بادشاہوں نے ان سے قتال کیا اور اس فتنہ کو نابود کردیا مگر ہمارے زمانے میں جب کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت ہی باقی نہ رہی تو یہ فتنے عام ہوگئے اور ان کے فتنوں نے اللہ کے بندوں کو مشقتوں میں ڈال دیا۔

خود غیرمقلدین کے مشہور عالم محمد حسین بٹالوی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ جولوگ مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ کرتے اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر میں بے دین ہوجاتے ہیں۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

> پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جولوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر و ارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ (خیر التقلید، ص۶)

ہندوستان کی اسلامی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ عہد برطانوی عدم تقلید کے حامل

علماء کی مسلسل کاوشوں کا عہد ہے اور اس فرقے نے انگریزی حکومت ہی کے سہارے ہندوستان میں اپنے اثرات بدقائم کرنے شروع کیے جس کے توڑ کے لیے قدرت نے اس عہد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسی شخصیت کو پیدا فرمایا، جنھوں نے اپنی ۶۵/ سالہ زندگی میں دیگر علمی، ملی اور مذہبی خدمات کے ساتھ، علمی و عقلی محاذ پر نظریہ تقلید کی بھی مدافعت کا حق ادا کر دیا اور اپنی تحریری کاوشوں سے پوری اسلامی دنیا میں بیداری کی لہر پیدا فرما دی۔ اس سلسلے میں آپ کا مجموعہ فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) اور بعض رسائل مثلاً:

(۱) **الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی**

(۲) **النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقلید**

(۳) **النیر الشهابی علی تدلیس الوهابی**

(۴) **السهم الشهابی علی خداع الوهابی**

(۵) **البارقة الشارقة علی معرکة المشارقة**

(۶) **سیف المصطفی علی ادیان الافتراء**

(۷) **نشاط السکین علی حلق البقر السمین**

(۸) **المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة**

اہلِ تحقیق و طالب حق کے لیے خصوصیت سے قابل توجہ ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے جلیل القدر تلامذہ و خلفاء نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا، اہل توہب کی سازشوں کی نقاب کشائی کی، فتنۂ غیر مقلدیت کے استیصال کے لیے تحریری و تقریری ہر طرح کی جدوجہد کی، جس کا حسین ثمرہ ہے کہ آج بھی اس ملک میں مقلدین کی غالب اکثریت ہے۔ غیر مقلدین حضرات عصبیت سے خالی الذہن ہوکر تھوڑی دیر کے لیے اپنے امام ابن تیمیہ کے قول: **اما اجماع الامة فهو فی نفسه حق لاتجتمع الامة علی الضلالة** پر غور کریں تو یقیناً انھیں قبولیت حق میں مدد ملے گی اور امت مسلمہ کے درمیان سے ایک بڑا فساد ختم ہو جائے گا۔

القسم العربي

مجلة الفقة الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامي المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نوراحمد شاهتاز

......☆......

مساعد رئيس التحرير

الاستاذ غلام نصير الدين نصير الدكتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

طلائع البنوك الاسلاميه

الدكتور / رفيق يونس مصري